روزنامہ

الفضل ربوہ

فون ۴۴۹

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

ایڈیٹر: نسیم سیفی

جلد ۴۱/۷۶ | ہفتہ ۲۴ ربیع الثانی ۱۴۱۲ھ، ۲ نبوت ۱۳۷۰ ہش، ۲ نومبر ۱۹۹۱ء | نمبر ۲۴۶

Digitized by Khilafat Library Rabwah

احمدی احباب کی تربیت کے لئے

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

"تقدیر دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک کا نام معلق ہے اور دوسری کو مبرم کہتے ہیں اگر کوئی تقدیر معلق ہو تو دعا اور صدقات اس کو ٹلا دیتی ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اس تقدیر کو بدل دیتا ہے اور مبرم ہونے کی صورت میں وہ صدقات اور دعا اس تقدیر کے متعلق کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔ ہاں وہ عبث اور فضول بھی نہیں رہتی کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی شان کے خلاف ہے۔ وہ اس دعا اور صدقات کا اثر اور نتیجہ کسی دوسرے پیرایہ میں اس کو پہنچا دیتا ہے۔ بعض صورتوں میں ایسا بھی ہوتا ہے کہ خدائے تعالیٰ کسی تقدیر میں ایک وقت تک توقف اور تاخیر ڈال دیتا ہے۔" (ملفوظات جلد سوم صفحہ ۲۴)

ذمہ واریوں کو سمجھو اور اپنے اعمال کا جائزہ لیتے رہو

اقتباس از خطبہ فرمودہ سیدنا حضرت فضل عمر۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے۔

میں نے حضرت (اقدس بانی سلسلہ) سے ہی سنا ہے کہ کسی نے ایک بزرگ سے سوال کیا کہ کتنے روپوں پر زکوٰۃ فرض ہے انہوں نے جواب دیا کہ تمہارے لئے یہ مسئلہ ہے کہ تم چالیس روپیہ میں سے ایک روپیہ زکوٰۃ دو۔ اس نے کہا "تمہارے لئے" کا کیا مطلب ہے۔ کیا زکوٰۃ کا مسئلہ بدلتا رہتا ہے۔ انہوں نے کہا ہاں تمہارے پاس چالیس روپے ہوں تو ان میں سے ایک روپیہ زکوٰۃ دینا تمہارے لئے ضروری ہے لیکن اگر میرے پاس چالیس روپے ہوں تو مجھ پر اکتالیس روپے دینے لازم ہیں۔ کیونکہ تمہارا مقام ایسا ہے کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تم کماؤ اور کھاؤ۔ لیکن مجھے وہ مقام دیا ہے کہ میرے اخراجات کا وہ آپ کفیل ہے۔ اگر بیوقوفی سے میں چالیس روپے جمع کر لوں تو میں وہ چالیس روپے بھی دوں گا اور ایک روپیہ جرمانہ بھی دوں گا۔ غرض بعض لوگوں کا فرض ہوتا ہے کہ وہ صرف دین کی طرف اپنی توجہ رکھیں۔ لیکن باقی سب دنیا کا یہی مقام ہے کہ وہ دنیا کمائیں اور اپنے وقت کا کچھ حصہ مناسب نسبت کے ساتھ عبادت اور دین کے کاموں میں بھی لگائیں۔ وہ ذکر الٰہی کریں۔ وظائف کریں۔ تہجد پڑھیں۔ استغفار اور دعاؤں سے کام لیں۔ پس جماعت کو چاہیئے کہ وہ ان باتوں کی طرف بھی توجہ رکھے۔ ابھی وہ زمانہ ہے جبکہ ہماری باگیں خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں۔ وہ ایک وقت تک جماعت کی باگیں اپنے ہاتھ میں رکھتا ہے اور پھر ایک وقت ایسا آجاتا ہے جب اسے کھلا چھوڑ دیتا ہے۔ جب تک ہماری جماعت کی باگیں خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں اس وقت تک ہماری مثال اس گھوڑے کی سی ہے جو گاڑی میں جتا ہوا ہو۔ جس طرف گاڑی والا گھوڑے کو پھیرے گا وہ اسی طرف پھرے گا لیکن جب وہ باگیں چھوڑ دے گا

باقی صــ۲ پر

مجلس شوریٰ کا ایک طریق

"آپ کو یاد رکھنا چاہیئے کہ مجلس شوریٰ میں جب کوئی شخص ناجائز بات کہتا ہے۔ اپنے اختیارات سے تجاوز کر کے بات کہتا ہے تو ہر ممبر مجلس شوریٰ کا حق ہے بلکہ فرض ہے کہ وہ ادب سے اٹھ کر، امیر اجازت دے تو اس کو متوجہ کرے، ہاتھ اٹھائے، امیر کے سامنے آئے، اس سے عرض کرے کہ میرے نزدیک یہ نظام سلسلہ کی خلاف ورزی ہے۔"

(ارشاد سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

تحریک جدید کیا ہے

حضرت فضل عمر (اللہ تعالیٰ آپ سے ہمیشہ راضی رہے) فرماتے ہیں:-

"تمام لوگوں تک پہنچنے کے لئے ہمیں آدمیوں کی ضرورت ہے۔ ہمیں روپے کی ضرورت ہے۔ ہمیں عزم و استقلال کی ضرورت ہے۔ ہمیں دعاؤں کی ضرورت ہے۔ جو خدا تعالیٰ کے عرش کو ہلا دیں اور انہیں چیزوں کے مجموعے کا نام تحریک جدید ہے۔"

ولادت

مکرم منصور احمد صاحب ابن مکرم چوہدری محمود احمد صاحب بی اے بی ٹی نائب ناظر اصلاح و ارشاد کو اللہ تعالیٰ نے بیٹا عطا فرمایا ہے۔

احباب سے درخواست ہے کہ نومولود کی درازی عمر، خوش بختی اور خادم دین بننے کے لئے دعا کریں۔

نئی نسلوں کو خطبات باقاعدگی سے سنوایا کریں

سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد

آپ سے میں توقع رکھتا ہوں کہ آپ اپنی نئی نسلوں کو خطبات باقاعدہ سنوایا کریں یا پڑھایا کریں۔ یا سمجھایا کریں کیونکہ امام جماعت کے یہ خطبات جو اس دور میں دیئے جا رہے ہیں۔ یہ دنیا میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ظاہر ہونے والی نئی ایجادات کے سہارے بیک وقت ساری دنیا میں پھیل رہے ہیں اور ساری دنیا کی جماعتیں ان کو براہ راست سنتی اور فائدہ اٹھاتی اور ایک قوم بن رہی ہیں اور امت واحدہ بننے کے سامان پیدا ہو رہے ہیں۔ اس لئے خواہ وہ فجی کے احمدی ہوں یا سرینام کے احمدی ہوں۔ ماریشس کے ہوں یا چین جاپان کے ہوں روس کے ہوں یا امریکہ کے سب اگر امام جماعت کی نصیحتوں کو براہ راست سنیں گے تو سب کی تربیت ایک رنگ میں ہو گی۔ وہ سارے ایک قوم بن جائیں گے خواہ ظاہری طور پر ان کی قوموں کا فرق ہی کیوں نہ ہو۔ ان کے رنگ چہروں کے لحاظ سے جلدوں کے لحاظ سے الگ الگ ہوں گے مگر دل کا ایک ہی رنگ ہو گا۔ ان کے حلیے اپنے ناک نقشے کے لحاظ سے تو الگ الگ ہوں گے لیکن روح کا حلیہ ایک ہی ہو گا۔ وہ ایسے روحانی وجود بنیں گے جو خدا کی نگاہ میں مقبول ٹھہریں گے کیونکہ وہ قرآن کریم کی روشنی میں تربیت پا رہے ہوں گے اور قرآن کے نور سے حصہ لے رہے ہوں گے۔"

(خطبہ جمعہ ۳۱ مئی ۱۹۹۱ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ | پبلشر: آغا سیف اللہ۔ پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس۔ ربوہ
مقامِ اشاعت: دارالنصر غربی۔ ربوہ | قیمت ایک روپیہ پچاس پیسے

۲ نبوت ۱۳۷۰ ہش ۲ نومبر ۱۹۹۱ء

سچّی محنت ــ اعلیٰ نتیجہ

محنت بھی کی اور بنا بھی کچھ نہیں۔ بعض لوگوں کی زبان سے یہ شکوہ سُنا جاتا ہے۔ وہ سمجھتے ہیں اور کہتے بھی یہی ہیں کہ معلوم نہیں کیا ہُوا محنت کرنے کے باوجود نتیجہ وہ نہیں نکلا جو نکلنا چاہیئے تھا۔ طالب علم تو خاص طور پر یہ بات کہتے دکھائی دیتے ہیں۔ اتنا پڑھا اتنا پڑھا کہ حد کر دی اور نمبر اتنے کم۔ یا بالکل ہی فیل۔ لیکن غالباً یہ بات کہتے ہوئے لوگ غور نہیں کرتے کہ آخر محنت کا نتیجہ کیوں نہیں نکلا۔ کیا کسی نے جان بُوجھ کر اُن کی محنت پر پانی پھیر دیا ہے۔ یا خود اُن کی محنت ہی غلط خطوط پر تھی۔

حقیقت یہ ہے کہ محنت نہیں بلکہ صحیح خطوط پر محنت نتیجہ پیدا کرتی ہے اور اس کے ساتھ خدا کی نصرت کا شامل ہونا تو لازمی بات ہے۔ خدا کی نصرت کے بغیر تو کوئی دل پسند نتیجہ نکل ہی نہیں سکتا۔ محنت نے زور لگانے کا نام۔ اور جب تک صحیح خطوط پر زور نہ لگایا جائے صحیح نتیجہ کیسے نکل سکتا ہے۔ طالب علم ہے تو اسے یہ دیکھنے کی ضرورت ہے کہ وہ پڑھتا تو ہے لیکن اسے کچھ یاد بھی رہتا ہے یا نہیں۔ اور یہ کہ وہ کتاب کے ہر حِصّہ پر عبور حاصل کر رہا ہے یا صرف خاص خاص حصّوں پر۔ اگر خاص خاص حصّوں کو زبانی بھی یاد کرے اور سوال ان حصّوں میں سے نہ آیا تو نتیجہ کیسے تسلی بخش ہو سکتا ہے۔ مقصد یہ ہے کہ ہمارا فرض یہ ہے کہ ہم محنت اور محنت کے اسلوب پر غور کریں اور معلوم کریں کہ ہماری محنت کن خطوط پر ہے۔

حضرت فضلِ عمر۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے۔ فرماتے ہیں:۔ "اگر تم یہ سمجھ لو کہ تمہاری محنت اور قربانی سے ہی اعلیٰ نتائج نکلیں گے تو مَیں سمجھتا ہوں کہ تمہاری یہ ساری حالت بدل جائے گی۔ پس تم خوب سمجھ لو کہ محنت اور قربانی کے بغیر خدا تعالیٰ کی مدد نہیں آئے گی اور تم خوب سمجھ لو کہ اگر تم سچی محنت کرو گے تو اس کا اعلیٰ نتیجہ نکلے گا۔ اگر تمہارے کام کا اعلیٰ نتیجہ نہیں نکلتا تو اس کے معنے یہ ہیں کہ تم جھُوٹ بولتے ہو یا تم احمق ہو۔"

حضرت فضلِ عمرؓ کے اس ارشاد سے پتہ چلا کہ جب بھی اعلیٰ نتیجہ نہ نکلے اس کا یہی مطلب ہو سکتا ہے کہ محنت سچّی نہیں تھی۔ یعنی صحیح خطوط پر نہیں تھی۔ پس ہمیں چاہیئے کہ محنت کرنے سے پہلے بھی اور محنت کا نتیجہ نکلنے کے بعد بھی اس بات پر غور کریں کہ ہماری محنت صحیح خطوط پر تھی یا نہیں بجائے کسی اور کو موردِ الزام ٹھہراتے کے ہمیں اپنی محنت کے طریق پر غور کرنا چاہیئے۔

آرزؤوں کو دُعا کا نام دے دیتا ہوں مَیں
آسماں کو رُوح کا پیغام دے دیتا ہوں مَیں
جب کبھی بے چین سی ہونے لگے طبعِ رواں
اپنے دل کو آنسوؤں کا جام دے دیتا ہوں مَیں

ابوالاقبال

○

سُنے یا نہ سُنے یہ غم نہ کرنا
کبھی فریاد کو مدّھم نہ کرنا

اسی میں ہے تمہاری سرفرازی
سرِ مقتل بھی گردن خم نہ کرنا

ستارے کہہ رہے ہیں صُبحِ نَو سے
ہماری موت کا ماتم نہ کرنا

مَیں اپنے آپ سے ٹکرا نہ جاؤں
مجھے میرا ابھی محرم نہ کرنا

اندھیرے میں نظر آنے لگوں گا
چراغوں کو ابھی مدھم نہ کرنا

تصوّر سے سدا لڑنا جھگڑنا
مگر تصویر کو برہم نہ کرنا

کلی ہے اور مسلسل مسکراہٹ
اسے راس آگیا ہے غم نہ کرنا

اگر ہے زندگی مطلوب مضطر
صداؤں میں صدا مدغم نہ کرنا

چوہدری محمد علی

○

ابتلا کا ہے یہ بھی اک انداز
پَر بریدہ بھی مَیں نے کی پرواز

آپ کو بھی ہے دعویٔ جرأت
مَیں بھی ہوں اِک دلیر اور جانباز

کون کہتا ہے تم سنو میری
ہے مرا تو سکوت بھی آواز

کس دوراہے پہ آگیا ہے نسیم
اب نہ محمود ہے نہ کوئی ایاز

نسیم سیفی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشادات سیدنا حضرت فضلِ عمر (اللہ تعالیٰ آپ سے ہمیشہ راضی رہے)

علمی مسائل

فرماتا ہے کیا یہ سمجھتے نہیں کہ زمین و آسمان میں اللہ کے سوا اور بھی معبود ہوتے تو زمین و آسمان تباہ ہو جاتے۔ یعنی اگر کئی معبود ہوتے تو دنیا میں کئی قانون نیچر ہوتے اور دنیا تباہ ہو جاتی مگر قانونِ نیچر دنیا میں ایک ہی نظر آتا ہے۔ مجھے یاد ہے جب میں چھوٹا تھا غالباً میری عمر اس وقت کوئی اکیس سال کی تھی کہ ایک سندھ کے مولوی صاحب غالباً مولوی عبید اللہ صاحب سندھی جو اکثر قادیان آتے رہتے تھے۔ استاذی المکرم حضرت مولوی نورالدین صاحب امام جماعت الاولیٰ (اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے) کو ملنے کے لئے آئے اور انہوں نے یہ آیت آپ کے سامنے رکھی کہ آپ اس کو حل کر دیں اور یہ اعتراض کیا کہ قرآن نے یہ کہا کہا ہے کہ اگر کئی معبود ہوتے تو زمین و آسمان میں فساد پیدا ہو جاتا۔ حالانکہ معبود تو کہتے ہی اسے ہیں جو کامل القویٰ ہو۔ انسان بادشاہ دنیا میں لڑتے ہیں۔ اگر واقعہ میں خدا کے سوا اور بھی خدا ہوتے تو وہ آپس میں کیوں لڑتے۔ استاذی المکرم حضرت مولوی نورالدین صاحب امام جماعت الاولیٰ نے ان کو کئی جواب دیئے مگر ان کی تسلی نہ ہوئی بڑی دیر تک وہ اعتراض کرتے چلے گئے۔ مجھے اب تک وہ کمرہ یاد ہے جہاں یہ باتیں ہوئی تھیں بلکہ اب تک وہ جہتیں بھی یاد ہیں جس طرف دونوں کے منہ تھے۔ استاذی المکرم حضرت مولوی صاحب (اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے) کا منہ اس وقت شمال کی طرف تھا اور سندھی مولوی صاحب کا منہ جنوب کی طرف تھا اور دونوں ایک دوسرے کے سامنے بیٹھے ہوئے تھے۔

جب بحث لمبی ہو گئی اور سندھی مولوی صاحب جو اغلباً مولانا عبید اللہ صاحب سندھی تھے، نے کہا کہ اعتراض کا کوئی جواب نہیں ہو سکتا۔ تو استاذی المکرم حضرت مولوی نورالدین صاحب نے بڑے جوش سے کہا کہ آپ مجھ سے کہتے ہیں کہ میں اس کا جواب نہیں دے سکتا۔ ذرا اس بچہ سے جو میرا شاگرد ہے بحث کر کے دیکھ لیں۔ مولوی عبید اللہ صاحب کو معلوم تھا کہ میں بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کا بیٹا ہوں وہ تھے تو دیوبندی مگر ایک لمبے عرصہ تک مختلف پیروں کے مرید بھی رہ چکے تھے۔ اور پیروں کا ادب ان کے دل میں بڑا تھا۔ استاذی المکرم کی بات سن کر کہنے لگے ان سے میں بحث نہیں کروں گا۔ یہ تو مرزا صاحب کے بیٹے ہیں۔ معلوم نہیں اگر بحث ہو جاتی میں اس وقت کیا جواب دیتا لیکن اب میں سمجھتا ہوں کہ بے شک اللہ کامل القویٰ ہوتے ہیں لیکن ان کا کامل القویٰ ہونا ہی بتاتا ہے۔ کہ وہ ایک وقت میں ایک سے زیادہ نہیں ہو سکتے۔ مذکورہ بالا وقت تو ۱۹۰۹ء کا ہے۔ سنہ ۱۹۱۱ء میں میں ڈلہوزی گیا۔ وہاں چرچ میں یوروپین پادریوں کے آرام کے لئے کچھ کوٹھیاں بنائی ہوئی ہیں۔ پادری ینگ سن صاحب جن کے ذریعے سے سیالکوٹ میں عیسائیت مضبوط ہوئی ہے وہ وہاں سے بدل کر جنوبی ہند میں کسی جگہ پر مقرر ہوئے تھے۔ اور گرمیاں گذارنے کے لئے ڈلہوزی آئے ہوئے تھے۔ وہ جواں سال بڈھا روزانہ شام کو اسلام کے خلاف پمفلٹ ہاتھ میں پکڑ کر بازار میں پھرتا تھا۔ اور مسلمانوں میں تقسیم کرتا تھا۔ ڈلہوزی اور ساتھ کی چھاؤنی بلون میں بڑا شور پڑ گیا۔ کہ اس پادری کے ساتھ کسی عالم کی بحث کرانی چاہئیے۔ بلون جو ڈلہوزی کے پاس چھاؤنی ہے اس کی جامع مسجد کے امام ایک کشمیری مولوی تھے ان کو پتہ تھا کہ میں آیا ہوا ہوں جب لوگ ان کے پاس گئے تو انہوں نے کہا میں نے سنا ہے کہ مرزا صاحب کا بیٹا آیا ہوا ہے۔ اس مباحثہ کے لئے لے جاؤ۔ عیسائیوں سے مباحثہ قادیانی اچھا کرتے ہیں۔ میں تو ناتجربہ کار تھا مگر جب ایک وفد میرے پاس آیا تو مجھے ان کی بات ماننی پڑی۔ اور میں نے مباحثہ کرنے کے لئے آمادگی ظاہر کر دی۔ ایک برات کی شکل میں ہم آٹھ نو آدمی پادری صاحب کی کوٹھی پہنچے۔ وہاں انہوں نے یہ سوال اٹھایا کہ آپ بتائیں آپ ہیں کس مذہب کے۔ میرے دل میں فوراً خدا تعالیٰ نے ڈال دیا کہ ان کا منشاء یہ ہے کہ میرے سوالوں کو ٹلا دیں۔ اور اسلام پر اعتراض شروع کر دیں۔ میں نے ان سے کہا کہ آپ کو اس سے کیا غرض کہ میں کس مذہب کا ہوں۔ آپ یہاں عیسائیت کی تبلیغ کے لئے آئے ہیں۔ آپ مجھے تین خداؤں کی عقیدہ سمجھا دیں۔ اگر آپ کامیاب ہو گئے تو خواہ میں کسی مذہب کا پیرو ہوا میں آپ کی بات مان لوں گا۔ پہلے تو وہ ایچ پیچ کرتے رہے لیکن آخر انہیں میری بات ماننی پڑی اور میں نے گفتگو یوں شروع کی کہ بتائیے خدا باپ کامل ہے یا ناقص۔ اگر وہ ناقص ہے تو خدا تو نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح روح القدس کامل ہے یا ناقص اگر وہ ناقص ہے تو وہ بھی خدا نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح تیسرا اقنوم بیٹا کامل خدا تھا یا ناقص خدا۔ اگر وہ ناقص تھا تو وہ بھی خدا نہیں ہو سکتا۔ انہوں نے میری ان تینوں باتوں کو مان لیا۔ پھر میں نے ان سے پوچھا کہ کیا خدا باپ کو اس زمین و آسمان کے پیدا کرنے کی طاقت کلی طور پر حاصل تھی یا وہ کسی کی مدد کا محتاج تھا؟ اوپر کی بات سے ظاہر ہے کہ وہ یہ نہیں کہہ سکتے تھے کہ وہ کسی کی مدد کا محتاج تھا۔ پھر میں نے یہ کہا کہ روح القدس اس ساری کائنات کو پیدا کرنے پر کلی طور پر قادر تھا۔ یا کسی کی مدد کا محتاج تھا۔ انہوں نے کہا نہیں کلی طور پر قادر تھا۔ پھر میں نے پوچھا کہ کیا خدا بیٹا اس کائنات کے پیدا کرنے پر کلی طور پر قادر تھا۔ یا کسی کی مدد کا محتاج تھا۔ انہوں نے پھر یہی کہا کہ وہ کلی طور پر قادر تھا۔ میں نے کہا پادری صاحب پھر سوال حل ہو گیا۔ کہنے لگا کس طرح؟ میں نے ایک پنسل ان کی میز سے اٹھا کر ان کے قریب رکھ دی اور میں نے کہا۔ پادری صاحب! اس پنسل کو اٹھا کر دوسری جگہ رکھنے پر آپ قادر ہیں؟ انہوں نے کہا۔ ہاں۔ پھر میں نے کہا۔ کیا میں قادر ہوں؟ انہوں نے کہا ہاں۔ پھر میں نے ایک تیسرے شخص کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ کیا یہ صاحب قادر ہیں؟ پادری صاحب نے کہا۔ ہاں۔ میں نے کہا جب ہم تینوں شخص اپنی ذات میں اس پنسل کو ہلانے پر قادر ہیں۔ لیکن پھر بھی ہم تینوں کھڑے ہو کر شور مچا دیں کہ او بیرا ادھر آؤ۔ او باورچی ادھر آؤ۔ جب وہ کمرے میں داخل ہوں تو ہم ان سے کہیں کہ ہم تینوں سے مل کر یہ پنسل ادھر رکھ دو تو بتائیے وہ ہمیں پاگل سمجھیں گے یا نہیں۔ پادری صاحب نے کہا۔ آپ کا مطلب؟ میں نے کہا صرف جواب دے دیجئے۔ انہوں نے کہا۔ ہاں پاگل کہیں گے۔ میں نے کہا جب خدا باپ اور خدا بیٹا اور خدا روح القدس تینوں کائنات کے پیدا کرنے پر بذاتہ قادر ہیں اور اس کے باوجود ایک دوسرے کو اس کام کے لئے بلاتے ہیں جس کو وہ اکیلے اکیلے کر سکتے ہیں تو بتائیے دوسرے خدا بلانے والے خدا کو اور ہم لوگ اس خدا کو پاگل کہیں گے یا نہیں۔ اور پاگل خدا ہو ہی نہیں سکتا۔ یا تو پاگل کہلا کر وہ خدا نہ رہے گا یا ایسے پاگل دنیا میں وہ ادھم مچا دیں گے کہ دنیا ہی تباہ ہو جائے گی۔

یہی جواب سندھی مولوی صاحب کو دینا مناسب تھا مگر اس وقت انہوں نے بحث کرنے سے انکار کر دیا۔ حقیقت یہی ہے کہ اگر خدا تعالیٰ کے سوا اور کوئی معبود ہے یعنی کامل القویٰ ہستیاں موجود ہیں تو دنیا کے کام کو مل کر چلانا جبکہ ان میں سے ہر ایک اس کام کو چلا سکتا ہے ان کو پاگل ثابت کرے گا اور خدائی سے ان کو جواب مل جائے گا اور اگر خدائی سے جواب نہ ملے گا تو ماننا پڑے گا کہ یہ پاگل دنیا کو تباہ کر کے رکھ دیں گے۔ پس یہ بڑی سچی بات ہے اور اس پر کوئی اعتراض نہیں کرتا۔ محض ادھوری منطق کے ذریعے اس پر اعتراض کیا جاتا ہے۔

سندھ کا اندرونی علاقہ

(فوجی طبی امداد)

کراچی کی ایک اطلاع اس بات کی مظہر ہے کہ پاکستانی فوج ایک بڑے پیمانے پر مقامی باشندوں کو طبی امداد بہم پہنچانا چاہتی ہے۔ خاص طور پر سندھ میں دور دراز کے علاقہ کے باشندوں کو جنہیں آسانی سے طبی سہولت میسر نہیں آتی اور ان کے پاس اتنے وسائل بھی نہیں کہ وہ ادھر ادھر جا کر طبی امداد حاصل کر سکیں۔ اس پروگرام کے مطابق آنکھوں کا علاج کیا جائے گا تپ دق کے مریضوں کا علاج کیا جائے گا۔ سانپ کے کاٹے کی دوائیں دی جائیں گی اور چھوٹی موٹی سرجری بھی کی جائے گی۔ ان کے علاوہ دیگر عام چھوٹی چھوٹی بیماریوں کا علاج بھی کیا جائے گا۔ مختلف علاقوں میں اب بھی طبی کیمپس لگائے جاتے ہیں۔ جن کے علاوہ آنکھوں کے علاج کے لئے موبائل گاڑیوں کا بھی انتظام کیا گیا ہے۔ وہ چھوٹے موٹے اپریشن بھی کریں گے۔

فوجی افسران کا کہنا ہے کہ یہ پروگرام اس لئے بنایا گیا ہے کہ ہمارے معاشرے میں ایک طبقہ ایسا ہے جس کی معاشی اور اقتصادی حالت زیادہ اچھی نہیں ہے اور اس کے علاوہ بعض علاقوں میں امن و امان کا مسئلہ بھی اتنا گھمبیر ہو گیا ہے کہ لوگ اپنی زندگی کو نارمل صورت میں بسر کرنا مشکل سمجھتے ہیں اور اس مسئلے کی بناء پر انہیں طبی امداد کا حصول بھی مشکل ہو گیا ہے ایسے ہی تعلیمی اداروں تک پہنچنا اور وہاں تعلیم حاصل کرنا بھی آسان نہیں رہا۔

باقی صفحہ ۶ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مرزا محمد اقبال

پاکستان کے پہلے وزیرِ اعظم نوابزادہ لیاقت علیخان

نواب زادہ لیاقت علی خان دہلی (انڈیا) سے ۶۰ میل دور شہر کرنال میں یکم اکتوبر ۱۸۹۵ء کو پیدا ہوئے۔ والد کا نام رستم علی خان تھا جو ایک معزز اور باوقار خاندان کے سربراہ تھے جن کا سلسلہ نسب نوشیرواں عادل شاہ ایران سے ملتا ہے۔ اگرچہ اس دور میں نوابزادے تعلیم کی دولت سے محروم رہتے تھے مگر لیاقت علی خان کو تحصیلِ علم کا بڑا شوق تھا۔ میٹرک تک تعلیم اپنے شہر میں حاصل کی۔ پھر ۱۹۱۰ء میں علی گڑھ کالج میں داخلہ لیا۔ جہاں سے ۱۹۱۸ء تک امتیازی حیثیت سے ایف۔ اے اور بی۔ اے کے امتحانات پاس کئے۔ بی۔ اے کرنے کے بعد کچھ عرصہ الٰہ آباد میں تعلیم حاصل کی۔ پھر اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لئے برطانیہ چلے گئے۔ جہاں آکسفورڈ یونیورسٹی سے ۱۹۲۲ء میں بار ایٹ لاء کی ڈگری لے کر واپس انڈیا آئے۔

جب آپ طالب علم ہی تھے اس وقت بھی سیاست میں حصہ لیتے تھے چونکہ علی گڑھ اور الٰہ آباد سیاست کی آماجگاہ تھی لہٰذا وکالت کا پیشہ اختیار کرنے کی بجائے قوم کی وکالت کے میدان میں کود پڑے اسلئے ۱۹۲۳ء میں آل انڈیا مسلم لیگ میں شمولیت کی ۱۹۲۶ء میں ضلع کرنال سے اسمبلی کی نشست پر انتخاب لڑا تو کامیاب نہ ہوئے۔ پھر ضلع مظفر نگر سے صوبائی اسمبلی کے انتخابات میں کامیابی حاصل کی اور مسلمانوں کی آزادی کی جدوجہد کے لئے سرگرمیاں تیز کر دیں۔ اس دوران ہی ہندوستان میں وسیع پیمانے پر ہندو مسلم فسادات ہوئے۔ حکومت ہند نے فسادات کی تحقیقات کے لئے جو کمیٹی قائم کی۔ لیاقت علی خان کو اس کا اہم ممبر بنایا گیا۔ اس موقع پر آپ نے اپنی قائدانہ صلاحیتوں سے مسلمانوں کو بے جا الزامات سے بری الذمہ قرار دلوایا اور برسوں پرانے بے بنیاد الزامات کی قلعی کھول کر رکھ دی۔ یو۔ پی اسمبلی میں سائمن کمیشن کے خلاف آپ نے معرکۃ الآرا تقریر کی۔ جو آج بھی فنِ تقریر میں دلچسپی لینے والوں سے دادِ تحسین وصول کرتی ہے۔ یہ بھی عجیب تاریخی مماثلت ہے کہ قائداعظم نے بھی سائمن کمیشن کا بائیکاٹ کر دیا تھا۔

جب یہ مسئلہ کونسل کے سامنے پیش کیا گیا اور اس پر رائے شماری ہوئی تو مخالفت میں اپنا ووٹ استعمال کیا اور یہ تجویز ایک ووٹ سے نامنظور ہو گئی۔

لیاقت علی خان نے مشہور زمانہ نہرو رپورٹ کی مخالفت کر کے بھی اپنی خداداد صلاحیتوں کا اظہار کیا۔ اصل میں کانگریس نے برصغیر کے مسلمانوں کو اپنا مستقل غلام بنانے کے لئے یہ رپورٹ تیار کی تھی جس میں نہایت مکاری کے ساتھ سہانے سپنے دکھلائے گئے تھے۔ یہ جہاندیدہ قائد خاموش نہ رہا اور ۱۹۲۸ء میں اس رپورٹ کی دھجیاں بکھیر دیں اور مسلمانوں کو بتایا کہ یہ رپورٹ ایک سراب ہے۔ لہٰذا انہیں جھانسے میں آنے کی قطعی ضرورت نہیں ہے ۔ قوم نے آپ کی آواز پر لبیک کہا کیونکہ وہ آپکے جوہر قبل ازیں دیکھ چکی تھی۔ ان کی زندگی کا سب سے اہم موڑ آل انڈیا مسلم لیگ کا جنرل سیکرٹری منتخب ہوتا ہے۔ اس کے سالانہ اجلاس منعقدہ بمبئی ۱۹۳۶ء میں قائداعظم نے پارٹی فیصلے کے مطابق آپ کے سر پر تاج سجایا اور آپ ۱۹۴۷ء تک اس تاریخ ساز جماعت کے جنرل سیکرٹری رہے۔ آپ کو بطور جنرل سیکرٹری منتخب کرنا اس بات کی واضح ترین دلیل تھی کہ قائداعظم کی نظر میں اس عہدہ کے لئے اور کوئی بہتر شخص نہ تھا۔ ہماری تاریخ جدوجہد آزادی میں ۱۹۳۷ء سے ۱۹۴۷ء تک کا دور ایک صبر آزما اور ہولناک دور ہے اور اس دور میں قائداعظم اور قائدملت ہماری تاریخ کے دو عظیم لیڈر ہیں جو مسلمان قوم کی طوفان زدہ کشتی کو انتہائی جرأت مندی۔ صبر و تحمل اور حسن تدبیر سے ساحل تک لے آئے۔ ۱۹۴۱ء میں ہونے والے عام انتخاب میں کانگریس کی تمام چالبازیوں اور مکاریوں کے باوجود مسلمانوں کے علیحدہ وطن کے قیام کی تحریک پر فتح و کامرانی کی مہر ثبت کر دی جس کا سہرا صرف اور صرف قائداعظم اور ان کے دستِ راست قائدِ ملت لیاقت علی خاں کے سر ہے۔

۱۹۴۵ء میں لارڈ ویول نے شملہ میں ہندوستان کی رہنمائی میں مسلم لیگ کے وفد کے ساتھ شرکت کی۔ پھر ۱۹۴۶ء کے انتخابات کے بعد قائداعظم کی اجازت سے لیاقت علی خاں اور مسلم لیگ کے دیگر منتخب ارکان نے عارضی حکومت میں شمولیت اختیار کی۔ لیاقت علی خاں کو وزارت خزانہ کا قلمدان سونپا گیا یہ دور ہندوستان کے لئے مالی۔ معاشی بحران کا سنگین دور تھا۔ لیکن قائد ملت نے اپنی ذہانت اور قابلیت کا مظاہرہ کرتے ہوئے ایسا بجٹ پیش کیا جو حقیقتاً ایک معاشی انقلاب کا بجٹ تھا جس میں مسلمانوں کے علیحدہ وطن کے معاشی نظام کا عکس تھا اس بجٹ کو غریب آدمی کا بجٹ قرار دیا گیا۔ جس میں غریب طبقات سے ٹیکسوں کا بوجھ کم کر کے بڑے بڑے تاجروں اور صنعتکاروں پر ٹیکس نافذ کرنے کی سفارش کی گئی تھی۔

۳۔ جون ۱۹۴۷ء کو برصغیر کی تقسیم کا اعلان ہوا اور ۱۴۔ اگست ۱۹۴۷ء کو پاکستان دنیا کے نقشے پر ابھرا تو قائداعظم پاکستان کے پہلے گورنر جنرل مقرر ہوئے اور قائد ملت نے پہلے وزیر اعظم کی ذمہ داریاں سنبھالیں۔ یہ انتہائی نازک دور تھا کیونکہ آزادی کا ایک دن بھی مکمل نہیں ہوا تھا کہ ہندوؤں نے ہندوستان کے مسلم اقلیت والے علاقوں میں مسلمانوں کا قتل عام شروع کر دیا۔ اور لاکھوں مسلمان لٹے پٹے تباہ حال قافلوں کی صورت میں پاکستان آنے شروع ہو گئے تو لاتعداد مسائل اور محدود وسائل بلکہ وسائل موجود نہ ہونے کے باوجود لاکھوں مہاجرین کی آبادکاری کا فریضہ خوش اسلوبی سے نبھایا۔ اس وقت بھارت کی طرف سے نہروں کے پانی کی بندش کا مسئلہ۔ کشمیر کی جنگ۔ جونا گڑھ اور ریاست حیدر آباد پر حملہ۔ پاکستانی افواج کا مسئلہ اور اثاثوں کی تقسیم کا مسئلہ لارڈ ماؤنٹ بیٹن کے اپنے مذموم مقاصد و عزائم اور پاکستان کی اندرونی شر انگیزیاں وغیرہ موجود تھیں۔ ان حالات پر لیاقت علی خاں نے بصیرت۔ تحمل۔ جرأت و استقامت سے قابو پایا۔

۱۱۔ ستمبر ۱۹۴۸ء کو قائداعظم کی رحلت کے بعد قوم کا تمام تر بوجھ اس مردِ قلندر پر آپڑا۔ تو ہمت نہیں ہاری بلکہ جرأت و بہادری سے اپنی ذمہ داریوں کو بطریق احسن ادا کرنے کی کماحقہ، کوشش کی۔ تحریکِ پاکستان کے نامور سپہ سالاروں میں لیاقت علی خاں کی حیثیت بے حد ممتاز ہے کیونکہ اس کا کوئی لمحہ اور مرحلہ ایسا نہیں جہاں آپ قائداعظم محمد علی جناح کے کندھے سے کندھا ملائے دکھائی نہیں دیتے۔ اس لئے تو قائداعظم نے ایک جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:۔

"نواب زادہ لیاقت علی خاں میرے دائیں بازو کی مانند ہیں"

آپ نہایت خوددار اور باہمت انسان تھے ایک بلند پایہ مقرر، مدبر اور کامیاب پارلیمنٹیرین بھی تھے۔ آپ نے مسلمانوں کی بقاء و سلامتی اور انہیں آزاد وطن دلانے کے لئے ہر وہ کام کیا جس کی ایک نوابزادے سے توقع رکھنا ممکن نہیں تھا۔ اپنی تمام زندگی تحریک پاکستان اور بعد ازاں تعمیر پاکستان کے لئے وقف کر دی۔ انگریز کو ناجائز قبضہ چھوڑنے پر مجبور کیا۔ یہ کوئی معمولی کارنامہ نہیں تھا۔ قائداعظم اپنے تمام ساتھیوں میں سب سے زیادہ اعتماد لیاقت علی خاں پر کیا کرتے تھے۔ آپ نے قائداعظم کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے حصولِ پاکستان کی خاطر اپنی کروڑوں روپے کی جائیداد (زرعی اور رہائشی) وطن کے لئے نچھاور کر دی اور خود کو قوم کے لئے وقف کر دیا تبھی تو قائداعظم نے فرمایا:۔

"لیاقت علی خان نواب زادہ ہیں لیکن سر سے پاؤں تک عوامی ہیں۔ مجھے امید ہے کہ ملک کے دوسرے نواب ان کو نمونہ تصور کریں گے اور ان کے نقشِ قدم پر چلیں گے"

لیاقت علی خاں کے نام سے کون واقف نہیں ہے۔ جب ہمارے دشمن بھارت نے اپنے ناپاک اور مذموم مقاصد کی تکمیل کے لئے اپنی فوجیں پاکستان کی سرحدوں پر جمع کر دیں تو ایسے موقع پر آپ نے اپنا مکا فضا میں لہرا کر فرمایا۔ "ہم دشمن کا سر کچل دیں گے۔ غم نہ کریں۔ غم عوام کی غذا نہیں یہ تو ہم کھائیں گے"

اس کے بعد فرمایا:۔

"میں آج دشمن کے چیلنج کو قبول کرتا ہوں کیونکہ مجھے یقین ہے کہ پاکستانی قوم میں جان ہے اور وہ پاکستان کی بقاء و حفاظت کے لئے اپنی جان لڑا دیں گے۔ میرا ایمان ہے کہ ہم انشاءاللہ سب مشکلات پر قابو پالیں گے"

شملہ کانفرنس ہو یا وزارتی مشن سے مذاکرات، اقوام متحدہ کی تجاویز پر رائے زنی ہو یا امور خارجہ کی موشگافیاں، تحریک پاکستان کے مراحل ہوں۔ تعمیر ملت کا فریضہ۔ لیاقت علی خاں کی شخصیت ہر موقع پر نمایاں نظر آتی ہے جہاں جہاں قائداعظم وہیں وہیں قائدِ ملت گویا قائداعظم اور قائد ملت تاریخی حوالوں سے بھی لازم و ملزوم دکھائی دیتے ہیں۔

آپ قیام پاکستان کے بعد قائداعظم

باقی ص۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بین المملکتی حالات، واقعات، شخصیات ــــ نون. سین

بحری جہاز کا کپتان

بحری جہاز ڈوب رہا ہو تو اس کے کپتان کو کیا کرنا چاہیئے۔ اس کے لیئے کوئی لکھے ہوئے اصول تو موجود نہیں ہیں۔ لیکن بہادری کی مثال پیش کرنے کیلئے ناولوں اور افسانوں میں یہ کہا جاتا ہے اسے پہلے عورتوں اور بچوں کو اتارنا چاہیئے پھر دیگر افراد کو اور سب سے آخیر پر خود کیپٹن کو جہاز سے اترنا چاہیئے تاکہ وہ اپنی آنکھوں کے سامنے یہ دیکھ لے کہ تمام کے تمام مسافر اور اس کا عملہ بحفاظت جہاز سے اتر گئے ہیں۔ اور جہاز سے اترنے کے بعد جہاز پوری طرح ڈوبا ہے۔ لیکن یہ ذاتی بہادری کے اظہار کے لیئے تو ممکن ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ اصول یہ ہے تو یہ اصول کہیں ضابطہ تحریر میں نہیں لایا گیا۔

ماضی میں ایک ایسی مثال سامنے آئی جس کے کپتان نے واقعی جس قدر زیادہ سے زیادہ مسافروں کو اتارتے کا امکان تھا جہاز سے بحفاظت اتار دیا بہت سے لوگ رہ بھی گئے۔ کہتے ہیں کہ ان کی تعداد تقریباً ۱۵۰۰ تھی جن میں مسافر اور جہاز کا عملہ شامل تھے۔ لیکن ان کے ساتھ کپتان بھی شامل تھا۔ اور یہ سب سمندر میں غرق ہو گئے ان کے جہاز کا نام تھا ٹیٹینک (TITANIC) لوگوں نے اس کپتان کی بہادری کے قصے سنائے اور اس پر داد و تحسین کے ڈونگرے برسائے لیکن اس کے بعد ایک اور واقعہ ہوا۔ اس دوسرے جہاز کا نام اوشیانوز تھا۔ (OCEANOS) یہ جہاز جب غرق ہونے لگا تو کپتان نے یہ اعلان تو کر دیا کہ جہاز غرق ہونے والا ہے۔ اس لیئے سب لوگ اپنی اپنی حفاظت کے لیئے جہاز سے اتر جائیں۔ لیکن یہ اعلان کرتے ہی اس کپتان نے جہاز پر جو ہیلی کوپٹر تھا اس کے ذریعے اپنے آپ کو بھی بحفاظت اتار لیا۔ اگرچہ کہتے ہیں کہ اس جہاز کے تمام مسافر اور سارا عملہ جہاز کے ڈوبنے سے پہلے بحفاظت ساحل پر پہنچ چکے تھے۔ لیکن چونکہ یہ کپتان دوسرے مسافروں اور عملہ سے پہلے ساحل پر پہنچ گیا اس لیئے اسے مجرم قرار دیا گیا اور اسے لعن طعن کی جانے لگی۔ اس نے بہتیرا کہا کہ یہ کوئی اصول نہیں ہے کہ میں سب کے بعد جہاز سے اترتا۔ میں نے اعلان کر دیا تھا کہ جن لوگوں نے اترنا ہے وہ اتر جائیں جس کا مطلب یہ تھا کہ اگر کوئی وہیں رہنا چاہتا ہے۔ اور جہاز ہی کے ساتھ ڈوبنے کا خواہشمند ہے تو میں اس کے متعلق کیا کر سکتا ہوں۔ لیکن بہرحال اس کے اس عمل کو سراہا نہیں گیا۔ اس جہاز پر کوئی ۵۷۱ افراد سوار تھے۔ اور جس وقت کپتان نے اس جہاز کو چھوڑا۔ اس وقت تقریباً ۱۶۰ مسافر جن میں کئی لوگ معمر اور معذور بھی تھے جہاز پر موجود تھے۔ کپتان نے بار بار یہ بات سمجھانے کی کوشش کی کہ جب میں نے یہ حکم دے دیا تھا کہ جہاز کو چھوڑ دیا جائے تو اس سے اس بات کا اندازہ کس طرح لگایا جا سکتا تھا کہ میں جہاز کو کس وقت چھوڑونگا۔ جہاز کو چھوڑنے کا حکم تو سب کے لیئے تھا۔ دوسروں کے لیئے بھی اور میرے لیئے بھی۔ آخر مقصد تو جان کا بچانا تھا۔ اور جان ان کی بھی بچائی جانی چاہیئے تھی اور میری بھی۔ یہ کس طرح ضروری ہو گیا کہ میں سب کو ساحل سمندر پر اتار کر پھر جہاز کو چھوڑوں۔ بہرحال جو ہونا تھا وہ تو ہو چکا۔ لیکن اس کپتان کی بزدلی کے قصے پھیلنے شروع ہو گئے۔ بات بھی ٹھیک ہے اس میں تو کچھ شک نہیں کہ کپتان کی جان بھی ویسی ہی جان ہے جیسی دوسروں کی۔ اور اگر دوسروں کی جان بچائی جانی ہے تو کپتان کی جان بھی بچائی جانی چاہیئے۔ یہ کہ کپتان دوسروں کی جان تو بچاتا رہے اور اپنے آپ کو ہلاکت میں دھکیل دے۔ یہ رومانوی بات تو ہو سکتی ہے یا اسے افسانوی کہہ لیجئے لیکن انسانی فطرت اسے برداشت نہیں کرے گی اگرچہ مناسب یہی معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص سب لوگوں کی جان کی حفاظت کا ذمہ دار ٹھہرایا گیا ہے اور اسے اتنے بڑے ذمہ دار عہدے پر مقرر کیا گیا ہے وہ اپنی جان کی پروا کیئے بغیر دوسروں کی جان کی حفاظت کرے۔ اسے یہ کس طرح گوارا ہو سکتا ہے کہ وہ خود ساحل سمندر پر آ جائے اور دوسروں کو ڈوبتا دیکھے لیکن اس کپتان نے جس کی بزدلی کے افسانے پھیلنے شروع ہوئے یہ بھی کہا کہ جہاز میں رہتے ہوئے پوری طرح اطلاعات فراہم کرنے کا کوئی سامان نہیں تھا۔ اور میں نے یہ سمجھا کہ ساحل سمندر سے میں زیادہ بہتر طریق پر ہدایات دے سکوں گا۔ کیا واقعی یہ بات درست تھی یا اس نے بعد میں یہ سوچا اور اپنی جان بچانے کے لیئے اسے ایک دلیل بنا لیا۔ یہ کون کہہ سکتا ہے۔

جرائم — کیوں؟

اخبارات نہ پڑھے جائیں۔ ریڈیو نہ سنا جائے اور ٹیلیویژن بھی نہ دیکھا جائے۔ تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ ساری دنیا میں امن و امان ہے۔ کہیں کوئی خطرہ نہیں۔ کہیں چوری اور ڈاکے کی واردات نہیں ہوتیں۔ کہیں کسی پر اغوا کا مقدمہ نہیں بنتا۔ لیکن اگر ٹی۔وی۔ دیکھا جائے۔ ریڈیو سنا جائے۔ اور اخبارات پڑھے جائیں تو یوں لگتا ہے کہ دنیا جرائم خانہ ہے۔ ہر طرف جرم ہی جرم ہو رہے ہیں۔ کسی جگہ زیادہ کسی جگہ کم۔ اور جہاں کم ہو رہے ہیں وہاں بھی کوئی ایسا وقت آ سکتا ہے کہ زیادہ ہو جائیں۔ اور جہاں زیادہ ہو رہے ہیں وہاں اس بات کا امکان ہوتا ہے کہ جرم کسی حد تک کم ہو جائیں لیکن جرم بہرحال ہو رہے ہیں۔ ان کی تعداد میں کمی کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ اب سپریم اپیل کورٹ نے حکومت سے کہا ہے کہ وہ ایک ایسا کمیشن تشکیل دے جس کے اراکین نفسیات کے ماہر ہوں۔ ماہرین تعلیم ہوں۔ ڈاکٹر ہوں وکلاء ہوں بڑے بڑے عدلیہ کے رکن ہوں اور پولیس افسروں میں سے بہت زیادہ تجربہ کار حضرات کو بھی اس میں شامل کیا جائے تاکہ وہ یہ معلوم کرنے کی کوشش کریں کہ جرائم کی تعداد بڑھ کیوں رہی ہے اور یہ معلوم کرنے کے بعد وہ اس بات پر بھی غور کریں کہ جرائم سے کس طرح نبٹا جا سکتا ہے۔ اگر انہیں کلی طور پر ختم نہیں کیا جا سکتا۔ تو کم از کم، کم ہی کیا جا سکے۔ اگرچہ خواہش تو ہر شخص کی رہی ہے کہ جرائم کا بالکل خاتمہ ہو جائے۔ کوئی شخص ایسا نہیں جو حواس باختہ نہ ہو اور پھر یہ کیسے کہ بے شک جرم بڑھتے رہیں مجھے کیا اور معاشرے کو کیا۔ ایسا ممکن نہیں ہے۔ عدالت نے اس بات کو بھی تجویز کے طور پر حکومت کے سامنے رکھا ہے کہ درمیانی وقفے کے لیئے تمام ایسی فلمیں جن میں جرم کا ارتکاب دکھایا جاتا ہے یا جو جنسی معاملات سے تعلق رکھتی ہیں۔ ان پر پابندی لگ جانی چاہیئے۔ اس اپیل کورٹ کے ججز مسٹر جسٹس نعیم الدین سپریم کورٹ اور مسٹر جسٹس راجہ افراسیاب اور مسٹر جسٹس راشد عزیز خان لاہور ہائی کورٹ تھے۔ انہوں نے ایک متفقہ اپیل میں یہ باتیں حکومت سے کہی ہیں جب وہ ان فیصلوں پر اپیل سن رہے تھے۔ جو فوری فیصلوں کی عدالتوں نے کیئے تھے۔ ان فوری فیصلے دینے والی عدالتوں کے سپرد یہ کام کیا گیا ہے کہ وہ جرائم کے مرتکب لوگوں کو بغیر کسی تاخیر کے فیصلے سنائیں۔ کیونکہ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ جرائم کا ارتکاب کرنے والوں کے فیصلے کی تاخیر بھی مزید جرائم کا باعث بنتی ہے۔ اس بنچ نے کہا کہ ممکن ہے کہ یہ بات بھی درست ہو لیکن حقیقی طور پر جرائم کے بڑھنے کے رجحان کی تحقیق کی ضرورت ہے اور اس بات کی کہ اس تحقیق کے بعد حکومت کو صحیح مشورہ دیا جائے۔ اس بنچ نے یہ بات یاد دلائی کہ اس سے پہلے بھی ایک فیصلے میں انہوں نے کہا تھا کہ جیلوں کی حالت کو بہتر بنانے کی ضرورت ہے۔ اور اسی طرح مختلف قسم کے جرائم جن میں جنسی جرائم بھی شامل ہیں کی فلموں کو ممنوع قرار دیا جانا چاہیئے۔ بنچ نے اس بات کو دہرایا کہ اس قسم کی فلمیں معاشرے میں جرائم کے عوامل کو بڑھاتی ہیں انہوں نے کہا کہ غالباً یہ اتنی انٹرٹینمنٹ نہیں دیتیں جتنا کہ لوگ سمجھتے ہیں کہ ایسی فلمیں دیتی ہیں۔ لیکن جن دلوں اور دماغوں پر اثر ہو سکتا ہے وہ ان سے جرم کی طرف مائل ہوتے ہیں۔ عدالت نے کہا کہ اگر حکومت واقعی اس بات میں سنجیدہ ہے کہ اس مسئلے کا حل تلاش کیا جائے تو اسے چاہیئے۔ کہ وہ ماہرین کا ایک کمیشن تشکیل دے۔ اور ایک ماہ کے اندر اندر اس کمیشن کی رپورٹ تیار ہو جانی چاہیئے اس عدالت نے فوری فیصلوں کی عدالتوں کے بعض فیصلوں پر نظر ثانی کرتے ہوئے ان کی سزائیں کم کر دیں۔ اور بعض کو رہا بھی کر دیا۔

چین میں اردو

پاکستان میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے گذشتہ روز ریڈیو چائنا کے وانگ۔ پی لو۔ WANG-PILO ڈپٹی ڈائریکٹر ریڈیو تھرڈ ایشین ڈیپارٹمنٹ نے بتایا کہ چین اردو کے فروغ کے لیئے بہت مفید کام کر

باقی صـ۶ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مرتبہ: عبدالمغنی زاہد

قومی اسمبلی کا اجلاس

پاکستان کی قومی اسمبلی نے پچھلے دنوں کوآپریٹو اداروں۔ مالی کمپنیوں اور سرمایہ کار کارپوریشنوں کے مالی بحران سے پیدا شدہ صورت حال پر بحث کی۔ اس دوران حزب اقتدار اور حزب اختلاف دونوں نے ایک دوسرے پر تیز و تند حملے کئے اور مختلف دستاویزات اور تصاویر ایوان میں پیش کر کے ایک دوسرے کو اس بحران کا ذمہ دار ٹھہرایا۔ بعض ممبران نے تقاریر کے دوران ایسے الفاظ بھی استعمال کئے جنہیں غیر پارلیمانی قرار دیتے ہوئے کارروائی سے حذف کرنے کی سفارش کی گئی۔

بحث کا آغاز قائد حزب اختلاف محترمہ بے نظیر بھٹو کی تقریر سے ہوا۔

قائد حزب اختلاف نے کہا کہ امداد باہمی کے محکمہ کے وزیر نے ہمیں اس بحران پر نرم لہجہ اختیار کرنے کی اپیل کی ہے مگر جب پاکستان کے ساٹھ لاکھ گھروں میں ماتم ہو رہا ہو۔ یتیم بچے۔ بیوہ عورتیں اور بوڑھے پنشنرز جن کا سارا سرمایہ لٹ گیا ہے چیخ و پکار کر رہے ہوں تو ہم کیسے خاموش رہ سکتے ہیں۔

انہوں نے اپنے الزامات کو ثابت کرنے کے لئے کئی دستاویزیں سپیکر اور ارکان اسمبلی کے سامنے پیش کیں۔

قائد حزب اختلاف کی تلخ اور تیز و تند تقریر کے دوران جو ڈیڑھ گھنٹہ تک جاری رہی۔ کئی دفعہ وزراء اور حکومتی اراکین نے محترمہ بے نظیر بھٹو کے الزامات سن کر بلند آواز سے بولنا شروع کر دیا تو سپیکر نے انہیں خاموش کرایا اور یاد دلاتے رہے کہ اسمبلی کے قواعد کے مطابق قائد ایوان اور قائد حزب اختلاف کی تقاریر کے دوران انہیں روکنا منع ہے۔ ایک موقعہ پر جب بے نظیر بھٹو صاحبہ نے سابق صدر ضیاء الحق کو بار بار ڈکٹیٹر کہا تو ان کے بیٹے اعجاز الحق جوش میں آ کر کھڑے ہو گئے اور جواب دینے لگے۔ سپیکر نے انہیں بیٹھنے کا حکم دیا مگر بے نظیر صاحبہ نے سپیکر سے استدعا کی کہ آپ "ڈکٹیٹر" کے بیٹے کو بولنے دیں۔ ہم سنیں تو سہی کہ یہ کیا کہنا چاہتے ہیں۔ چوہدری شجاعت حسین نے بھی کئی بار کھڑے ہو کر تقریر میں مداخلت کی کوشش کی۔ جب حکومتی اراکین کا شور بڑھ گیا تو مخالف بنچوں والے بھی اپنی لیڈر کا ساتھ دینے کے لئے کھڑے ہو گئے مگر بے نظیر بھٹو نے اپنے حامی ارکان سے کہا کہ آپ لوگ بیٹھ جائیں میں اکیلی ان کا مقابلہ کروں گی۔

وزیر داخلہ نے اپنی جوابی تقریر میں کہا کہ وہ بھی کئی دستاویزی ثبوت بے نظیر صاحبہ کے خلاف ایوان میں پیش کریں گے۔ وزیر محنت نے بھی سابق صدر پر لگائے گئے الزامات کا جواب دیا اور کہا کہ اگر ان کے خلاف ایک پائی کی بددیانتی بھی ثابت ہو جائے تو وہ ہر سزا بھگتنے کے لئے تیار ہیں۔ جناب لیاقت بلوچ نے قائد حزب اختلاف پر الزام لگایا کہ موجودہ بحران کی اصل ذمہ داری ان پر ہے۔ ان کی اپنی پارٹی کے لوگوں نے ایک ارب ۳۶ کروڑ روپے کے قرضے لئے ہیں جو واپس نہیں کئے گئے۔ وزیر قانون نے کہا کہ اسمبلی کے اراکین اس بحران کے خاتمہ کے لئے ٹھوس تجاویز پیش کریں۔ وزیر خوراک اور امداد باہمی نے اراکین اسمبلی سے اپیل کی کہ وہ ایک دوسرے پر الزام تراشی کرنے کی بجائے ایسی مثبت تجاویز پیش کریں جن کی مدد سے ہم مستقبل میں ایسے بحران سے محفوظ رہ سکیں۔ انہوں نے کہا کہ یہ مسئلہ نہ حزب اقتدار کا ہے نہ حزب اختلاف کا بلکہ پوری قوم کا مسئلہ ہے۔

اتوار کے روز ملک غلام مصطفےٰ کھر کی تقریر کے دوران ماحول میں پھر سخت گرمی پیدا ہو گئی۔ جب وہ حکومت پر نکتہ چینی کر رہے تھے تو وفاقی وزیر شیخ رشید نے انہیں روکنے کی کوشش کی۔ اس دوران دونوں اراکین اسمبلی کے درمیان سخت الفاظ میں ایک دوسرے پر ذاتی حملے بھی کئے گئے۔ حزب مخالف کے ارکان نے شیخ رشید کے بعض الفاظ کو غیر شائستہ اور غیر پارلیمانی قرار دیکر انہیں کارروائی سے حذف کرنے کا مطالبہ کیا مگر سپیکر نے یہ کہہ کر ان کا مطالبہ مسترد کر دیا کہ وہ مذکورہ الفاظ کا مفہوم سمجھنے سے قاصر ہیں۔ اس پر حزب اختلاف کے اراکین اسمبلی ایوان سے واک آؤٹ کر گئے۔

کوآپریٹو سوسائٹیوں کے مالی بحران پر سوموار کے روز بھی بحث جاری رہی۔ اس دن چوہدری شجاعت حسین۔ انوارالحق نوید قمر اور میاں عبدالوحید نے خطاب کیا۔ پی۔ ڈی۔ اے کے ممبران نے مطالبہ کیا کہ قوانین کی خلاف ورزی کرنے والے مالی اداروں پر فوجداری مقدمات قائم کئے جائیں اور بڑے بڑے قرضے حاصل کرنے والوں کی فہرست شائع کی جائے۔ حکومتی اراکین اسمبلی کا کہنا تھا کہ پیپلز پارٹی نے اپنے دور حکومت میں جو قرضے جاری کئے وہ بہت زیادہ تھے۔ اب یہ لوگ مسائل کو حل کرنے کی بجائے اس بحران سے سیاسی فائدہ حاصل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

قومی اسمبلی کے سپیکر نے بعض ارکان کے مشورہ پر پانچ ممبران پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل دی ہے جو کوآپریٹو بحران پر اسمبلی کی بحث کا ازسرنو سن کر مقررین کی طرف سے استعمال کئے گئے غیر پارلیمانی الفاظ کو اجلاس کی کارروائی سے حذف کرے گی۔ اس کمیٹی میں حزب اقتدار اور اختلاف دونوں کو نمائندگی دی گئی ہے۔

جمعرات کے روز وفاقی وزیر اطلاعات نے ایک تحریری سوال کے جواب میں ایوان کو بتایا کہ ملک میں کسی نئی نجی کمپنی کو ٹیلی ویژن چینل شروع کرنے کی اجازت دینے کی کوئی تجویز زیر غور نہیں۔

ریلوے کے وزیر نے بتایا کہ ۱۹۸۷ء سے جون ۱۹۹۱ء تک ملک میں ٹرینوں کے ۶۳۸ حادثے ہوئے ہیں۔

پی۔ ڈی۔ اے کے ایک رکن افتخار گیلانی نے تحریک التواء پیش کی کہ بلوچستان میں لیوی پولیس کے ہاتھوں ایک جرمن خاتون کی ہلاکت پر (جسے ڈاکو سمجھ کر ہلاک کر دیا گیا تھا) بحث کی جائے۔ وزیر داخلہ نے اس کی مخالفت کی۔ سپیکر نے اس پر بحث مؤخر کرنے کا حکم دیا۔

پختون خواہ ملی اتحاد سے تعلق رکھنے والے رکن اسمبلی محمود خان اچکزئی نے نکتہ اعتراض پر یہ دلچسپ تجویز پیش کی کہ وزراء کو اسمبلی میں کالی شیروانی یا جیکٹ اور پارلیمانی سیکرٹریوں کو مرزا غالب والی ٹوپی پہن کر آنے کا پابند بنایا جائے تاکہ ان کی شناخت میں آسانی رہے۔ کیونکہ ان کی کثرت تعداد کی وجہ سے آج کل پہچان میں مشکل پیش آ رہی ہے۔ دونوں طرف کے اراکین اسمبلی اس دلچسپ تجویز سے خوب محظوظ ہوئے۔

بقیہ: صفحہ ۳ سے آگے

بعض علاقے ایسے ہیں جہاں پر صاف پینے کا پانی بھی نہیں ملتا۔ اگرچہ کوشش تو یہ کی جا رہی ہے کہ ایسے علاقوں میں ضروریات زندگی کو جلد سے جلد مہیا کیا جا سکے لیکن بہر حال اس پروگرام کے ذریعے کچھ نہ کچھ امداد کا سامان تو ہو جائے گا۔ اگرچہ کم عرصے کے لئے ہی سہی لیکن کسی حد تک تو اس مقامی آبادی کو سہولت میسر آئے گی۔ یہ بات بھی یاد رکھنے والی ہے کہ ان کاموں میں جو لوگ مصروف ہونگے وہ لڑنے والی فوجوں میں سے نہیں لئے جائیں گے تاکہ ان کی کارکردگی پر اثر نہ پڑے۔

بقیہ صفحہ ۵ سے آگے

رہا ہے۔ بیجنگ یونیورسٹی میں ۱۹۵۶ء میں اردو کی تعلیم جاری کی گئی تھی اور ۱۹۶۶ء سے ریڈیو بیجنگ پر اردو زبان میں پروگرام نشر کئے جاتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ریڈیو کی اردو سروس ہندوستانیوں اور پاکستانیوں میں بڑی مقبول ہے اور نہ صرف چین میں بسنے والے ہندوستانی اور پاکستانی اسے سنتے ہیں بلکہ برطانیہ اور خلیج کی ریاستوں میں رہنے والے بھی اس سے لطف اندوز ہوتے ہیں انہوں نے مزید بتایا کہ گزشتہ سال انہوں نے اس پروگرام کے متعلق مختلف ممالک سے پندرہ ہزار خطوط موصول ہوئے جہاں تک چینی ریڈیو کا تعلق ہے یہ اڑتیس مختلف زبانوں میں ۱۴۴، پروگرام پیش کرتا ہے۔ اور ان کے علاوہ چار مقامی زبانیں بھی ہیں۔ یہ پروگرام جاپان میں بھی خاصے مقبول ہو رہے ہیں۔ جہاں تک چینیوں کا تعلق ہے وہ مقامی کھیلوں کو تو زیادہ پسند کرتے ہی ہیں لیکن اب کرکٹ کا بھی تعارف کروایا جا رہا ہے۔ جمناسٹک، ٹیبل ٹینس والی بال، فٹ بال اور ہاکی ایسی گیمیں ہیں۔ جنہیں چینی لوگ پسند کرنے لگے ہیں۔ مسٹر وانگ۔ پی۔ یو نے اس بات کی یقین دہانی کروائی کہ وہ تمام ایسے پروگرام جنہیں سننے والے پسند کرتے ہیں جاری رکھیں گے۔

موصیانِ کرام

ترکہ سے مراد وہ تمام جائیداد یا نقدی یا اثاثے ہیں جو بوقتِ وفات موصی کی ملکیت ہوں اور جو عرف عام میں ترکہ شمار ہوتے ہوں اور جو مجلس کارپرداز کے کسی ضابطہ کے تحت مستثنیٰ قرار نہ دیئے گئے ہوں۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نونہالانِ جماعت

بچوں کا کالم

پیارے بچو! آج کا کالم ہم عزیز عرفان احمد کی نذر کر رہے ہیں۔ انہوں نے "اپنا گھر" میں ایک بہت اچھا مضمون شائع کروایا ہے۔ اچھی چیزیں پڑھ کر خواہش ہوتی ہے کہ قارئین کو بھی پیش کی جائیں۔ اسی لئے عرفان احمد کا یہ مضمون شائع کیا جا رہا ہے۔ (ادارہ)

طاہرہ: علی بھائی پھر کیا سوچا آپ نے؟

علی: یہ تو میں آپ لوگوں کو نئے سال آنے پر ہی بتاؤں گا آپ لوگ اپنی بات کریں آپ کا کیا پروگرام ہے؟

طاہرہ: یہ تو کوئی بات نہ ہوئی جب کہ ہم لوگوں نے آپ کو پہلے ہی اپنے پروگرام کے بارے میں تفصیل سے بتا دیا ہے۔

وسیم: علی بھائی آپ بتائیں کہ آپ نئے سال پر کیا کریں گے؟

علی: دیکھو بھائی میں آپ سب لوگوں کو ایک سرپرائز دینا چاہتا ہوں۔

طاہرہ: علی بھائی آپ ہمارے ساتھ تو تعاون کریں گے نا۔

علی: ہاں ہاں کیوں نہیں، میں بھرپور تعاون کروں گا۔

طاہرہ: آج ہم بازار جا کر جھنڈیاں اور موم بتیاں خریدیں گے اور ابو نے لائیٹ والے کو کہہ دیا ہوگا وہ آ کر سارے گھر میں چراغاں کر دے، کتنا اچھا لگے گا۔

وسیم: اور میں نے اپنے تمہارے سب دوستوں کو دعوت نامے دیئے ہیں۔

طاہرہ: اس بار تو مزہ آئے گا۔

وسیم: لو مارے گئے ابھی تک کیک بنوانے کا آرڈر ہی نہیں دیا۔!

وسیم: علی بھائی میرا خیال ہے ہم دونوں بازار سے جھنڈیاں اور موم بتیاں خرید لائیں۔

ایک تو اس گھر کا سارا سامان کچھ ہی دیر میں الٹ پلٹ ہو جاتا ہے۔ ہر وقت صفائی کرنی پڑتی ہے۔ سارا دن اسی طرح گزر جاتا ہے اس کے باوجود بیگم صاحبہ ہر دفعہ آدھی تنخواہ کاٹ لیتی ہیں۔ بشیراں نوکرانی نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔

وسیم: بشیراں کیا بات ہے آج کیوں بول رہی ہو۔۔۔؟

بشیراں: صاحب جی آپ لوگ ذرا احتیاط کیا کریں ہر طرف گندگی رہتی ہے۔

وسیم حیرانگی سے: ہیں تو یہاں کچھ بھی نظر نہیں آ رہا؟ یہ ڈرائینگ روم تو ویسے کا ویسا صاف نظر آ رہا ہے۔

بشیراں: ہاں جی آپ کو کیوں نظر آنے لگا خود جو گندگی پھیلاتے ہیں۔

وسیم: تمہارا مطلب کیا ہے؟

بشیراں: کچھ نہیں صاحب جی، میں ایسے ہی کہہ رہی تھی آپ لوگ ذرا باہر جائیں میں نے اب چوتھی بار یہاں صفائی کرنی ہے بڑے صاحب کے دوستوں نے بھی آنا ہے۔

خدا کے لئے یہاں سے چلی جاؤ۔

بشیراں: جا رہی ہوں۔

طاہرہ: چلو وسیم بھائی جو جھنڈیاں تیار ہو چکی ہیں وہ ہم لگا لیتے ہیں اور بشیراں سے کہہ کر کھانے والی لسٹ تیار کر لیتے ہیں۔

وسیم: ہاں چلیں پہلے جھنڈیاں لگا دیں اتنی دیر میں بشیراں کا بھی غصہ ٹھنڈا ہو جائے گا۔

جی نہیں سب سے پہلے کھانا اور باقی کام بعد میں۔ ماں نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔

طاہرہ: امّی جی ہم دو منٹ میں فارغ ہو جائیں گے۔۔۔۔!

ماں: جی نہیں خالی پیٹ کوئی بھی کام نہیں کرتے۔

وسیم: لیکن!

ماں: لیکن ویکن کچھ نہیں۔

ڈرائنگ روم جھنڈیوں سے سجا ہوا تھا اور ایک بڑے سے میز پر کیک پڑا تھا اس کے ارد گرد بہت سارے بچے شور مچا رہے تھے طاہرہ کے ابو علی کو اپنے ساتھ لے کر کمرے میں داخل ہوئے اور کہا

بچو! پلیز پلیز، سب خاموش ہو جاؤ۔

طاہرہ: خیریت تو ہے ابو۔۔۔؟

باپ: ہاں بیٹا ذرا علی کی طرف دیکھو اس نے تو ہم سب کو شرمندہ کر کے رکھ دیا ہے۔

طاہرہ: کیوں ابو پھر کوئی شرارت کر دی ہے علی نے۔۔۔؟

باپ: نہیں بیٹا۔ اس نے تو کمال کر دیا ہے۔ نئے سال کے موقع پر اس نے اپنی کلاس اور محلے کے ان دوستوں کو بلوایا ہے جو کہ غریب ہیں اور اپنا پورے سال کا جیب خرچ اکٹھا کر کے اسکول کی کتابیں خریدی ہیں اور پھر ان بچوں میں مفت تقسیم کر رہا تھا۔ میں نے پوچھا تو کہنے لگا کہ ابو درحقیقت سچی خوشی یہی ہے کہ ایسے موقعوں پر خواہ مخواہ کی فضول خرچی کے بجائے مستحق لوگوں کی مدد کر کے نئے سال کی شروعات کی جائیں۔ بھئی سچ پوچھو تو مجھے اس کا جواب سن کر بڑی خوشی ہوئی ہے کہ ایک نو عمر بچہ کتنی اعلیٰ سوچ رکھتا ہے اور پھر اس پر عمل بھی کرتا ہے جب کہ ہم صرف۔۔۔۔

طاہرہ: آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں اسی لئے یہ ہمیں اپنا پروگرام نہیں بتا رہا تھا اور یہ کہہ رہا تھا کہ اس دفعہ تم سب کو سرپرائز دوں گا۔۔۔ کیوں علی!

علی: دراصل یہ بات ہمیں اسکول میں استاد صاحب نے بتائی تھی۔

بقیہ ص۴ سے آگے

کے ساتھ رہے۔ آپ کو پہلے وزیر اعظم بننے کا شرف حاصل ہوا۔ وزیر اعظم کی حیثیت سے آپ کی کامیاب خارجہ و داخلہ پالیسی بھی عزت کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہے۔ جاگیرداری اور زمینداری نظام کے خاتمہ کے لئے آپ کی کاوشیں بے حد نمایاں ہیں۔ آپ اتحاد اسلام کے بہت بڑے داعی اور زبردست حامی تھے آپ کے دور کی دفاعی حکمت عملی بھی دور اندیشی کی واضح مثال ہے۔ لاہور کے دفاع کے لئے بی۔ آر۔ بی نہر کی تعمیر ایک عظیم کارنامہ ہے۔ قائد اعظم کی رحلت کے بعد راولپنڈی سازش کیس۔ مہاجر وغیرہ کی تفریق۔ عہدوں کے بھوکے سفارشی سیاستدانوں کی تمام تر ریشہ دوانیوں کے باوجود آپ کا دور حکومت پاکستان اور پاکستانی عوام کے لئے مثالی حیثیت کا حامل ہے۔ مسائل و مصائب سے دوچار مہاجروں کی آباد کاری کیلئے شبانہ روز محنت کو کوئی فراموش نہیں کر سکتا۔ آپ کے کارناموں میں قرارداد مقاصد کی منظوری بھی ایک درخشاں کارنامہ ہے۔ مسلمان ممالک سے ان کی دوستی اغراض کی بنا پر نہیں تھی وہ افغانستان سے بھی دوستانہ مراسم رکھنا چاہتے تھے۔ ایک دفعہ کچھ افراد نے انڈونیشی عوام کی جدوجہد آزادی کی پرجوش حمایت نہ کرنے کا مشورہ دیا۔ کیونکہ انڈین نیشنل کانگریس کے کچھ افراد کی انڈونیشی لیڈروں سے دوستی تھی لیکن لیاقت علی خان نے کہا کہ ایسا نہیں ہو سکتا کہ ہم کسی مسلمان ملک کی آزادی کی تحریک کی حمایت نہ کریں ہمیں ہر قیمت پر ان کی مدد اور حمایت کرنی چاہیئے۔ وہ مسلم دنیا کو ایک مضبوط۔ فلاحی اور خوشحال مملکت بنانا چاہتے تھے۔

۱۶؍اکتوبر ۱۹۵۱ء کو کمپنی باغ (لیاقت پارک) راولپنڈی میں پاکستان مسلم لیگ کے زیرِ اہتمام عظیم الشان جلسہ میں جب لیاقت علی خان خطاب کر رہے تھے تو کہا جاتا ہے کہ ایک افغانی شخص سید اکبر خان نے گولی مار کر قائدِ ملت کو شہید کر دیا۔ آخری الفاظ زبان سے یہی نکلے کہ "خدا پاکستان کی حفاظت کرے"

بقیہ: ص۱ سے آگے

تو وہ جس طرف چاہے گا چل پڑے گا۔ چراگاہ والے گھوڑے اور گاڑی میں جتے ہوئے گھوڑے سے ایک سا سلوک نہیں ہوتا۔ چراگاہ والا گھوڑا جہاں چاہے جاتا ہے لیکن گاڑی میں جتا ہوا گھوڑا اپنے مالک کی مرضی پر چلتا ہے۔ اس کا مقصد گاڑی کھینچنا ہوتا ہے۔ اس لئے وہ سیدھا چلتا چلا جاتا ہے۔ ہماری حالت بھی اس وقت گاڑی میں جتے ہوئے گھوڑے کی سی ہے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۱ دسمبر ۱۹۵۴ء)

وصایا

ضروری نوٹ: مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جا رہی ہیں کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق یا کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

سیکرٹری
مجلس کارپرداز۔ ربوہ

مسل نمبر ۲۸۱۶۹ میں رشیدہ بیگم زوجہ صوفی محمد صادق صاحب قوم جنجوعہ پیشہ خانہ داری عمر ۵۶ سال بیعت ۱۹۶۶ء ساکن گلشن پارک مغلپورہ لاہور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۵-۴-۹۱ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد

باقی ص۸ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ملکی خبریں

○ پنجاب میں بلدیاتی انتخابات پروگرام کے مطابق کروائے جائیں گے۔ آئی جے آئی کی پارلیمانی پارٹی نے تمام صوبوں کو اختیار دے دیا ہے کہ وہ انتخابات اپریل ۹۲ء سے پہلے اپنے اپنے پروگرام کے مطابق کروالیں۔

○ صدر نے کہا ہے کہ جو میرے اختیارات بڑھانا چاہتا ہے بڑھالے میں اس کا خیر مقدم کروں گا لیکن میری اس بات سے غلط فہمی نہیں پیدا ہونی چاہئیے۔ اس کے لئے آئین میں ترمیم کرنی پڑے گی تاہم میں اپنے موجودہ اختیارات کے مطابق کام کرتا رہوں گا۔ انہوں نے کہا کہ محترمہ بے نظیر بھٹو سے میری ملاقات کی خبریں محض قیاس آرائی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ چین ایران اور پاکستان کے درمیان کوئی دفاعی معاہدہ نہیں ہو رہا۔ مارشل لاء نافذ ہونے کے بارے میں جنرل اسلم بیگ کے بیانات کے متعلق انہوں نے کہا کہ یہ قابل اعتراض نہیں ہیں۔

○ لاہور ہائی کورٹ نے واپڈا کے چیئرمین لیفٹیننٹ جنرل زاہد علی اکبر کی سبکدوشی کے خلاف عبوری حکم امتناعی جاری کر دیا ہے۔

○ پاکستان اور بھارت کے درمیان خارجہ سیکرٹریوں کی سطح پر مذاکرات شروع ہو گئے ہیں۔

○ سندھ حکومت نے ۱۹۵ ڈاکوؤں کی گرفتاری کے لئے انعامات کا اعلان کیا ہے

○ سکھر کے قریب ڈاکوؤں نے ریلوے سٹیشن پر حملہ کر دیا اور سب انجینئر سمیت ۴ ملازمین کو اغوا کر لیا۔

○ پاکستان کی جانب سے بھارت کے زلزلہ زدہ علاقوں اتر کاشی اور شمالی اتر پردیش کے لئے جو امدادی سامان بھیجا گیا بھارتی ذرائع ابلاغ نے اس خبر کا مکمل بلیک آؤٹ کیا۔ طیاروں کے ذریعے ترسیل کی کلیرنس دینے میں تاخیر کی گئی۔ پاکستانی ہائی کمشن کے حکام کو طیاروں کا استقبال کرنے کی بھی اجازت نہیں دی گئی۔

○ پاکستان پیپلز پارٹی کے رہنما اور سابق وزراء سید فیصل صالح حیات اور سید افتخار گیلانی نے صدر مملکت کو ایک خط بھیجا ہے جس میں ان سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ وزیر اعظم سمیت قومی اسمبلی کے چھ دیگر ارکان کے خلاف ریفرنس دائر کیا جائے ان میں وزیر اعظم کے علاوہ جن کے نام ہیں۔ ان میں شہباز شریف، چوہدری شجاعت حسین، چوہدری پرویز الٰہی، ملک نعیم خان اور چوہدری تجمل حسین ایم این اے شامل ہیں ان سب کو کوآپریٹو بحران کا ذمہ دار قرار دیا گیا ہے

○ باضابطہ طریق کار کے تحت تمام کمیٹی کو کام کرنے کا موقع دیئے بغیر وفاقی وزارت پیداوار نے قیمت میں اضافہ کرنے کے ایک ہفتہ بعد ایک ہی دن میں ۹ ہزار ٹن سکریپ پرمٹ جاری کر دیئے ان کی قیمت مارکیٹ میں سوا سات کروڑ روپے کے لگ بھگ بیان کی جاتی ہے تمام پرمٹ من پسند افراد کو جاری کئے گئے۔

○ محترمہ بے نظیر بھٹو نے الزام لگایا ہے کہ وزیر اعظم کے چند دوست قرضے لے کر صنعتیں خرید رہے ہیں۔

○ شاہ احمد نورانی نے کہا ہے کہ سندھ میں تخریب کاروں نے فوج سے بھی مقابلہ شروع کر دیا ہے۔

○ سندھی لیڈر جی ایم سید نے کہا ہے کہ میں محترمہ بے نظیر کو سندھ کا دشمن سمجھتا ہوں انہوں نے قائمقام وزیر اعلیٰ کے خلاف تحریک چلانے کے اعلان کو بلا جواز قرار دیا۔

○ بی بی سی نے کہا ہے کہ پاکستان کشمیری حریت پسندوں کو امداد فراہم کرنے کی ضمانت دینے کو تیار ہے۔

○ وفاقی وزیر جام یوسف نے کہا ہے کہ واپڈا کے چیئرمین کو سبکدوش کرنے کا فیصلہ اراکین اسمبلی کے مطالبہ پر کیا گیا ہے وہ ان کے کام نہیں کرتے تھے اور مرضی سے احکامات چلاتے تھے۔

○ نجی شعبے میں قائم ہونے والا پہلا کمرشل بنک، یونین بنک جنوری سے کام شروع کر دے گا۔

○ محترمہ بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ سندھ میں کسی بھی وقت کچھ ہو سکتا ہے انہوں نے کہا کہ پاکستان کو بچانے کے لئے ہمیں ڈاکٹر مبشر حسن، خورشید حسن میر، ڈاکٹر غلام حسین، شیخ رشید مختار رانا، حفیظ پیرزادہ اور ممتاز بھٹو سب کی ضرورت ہے۔ تمام ناراض مایوس اور غیر فعال لیڈروں اور کارکنوں کو گھروں سے جا کر منا کر لائیں گے تاکہ پورے ملک میں منظم عوامی تحریک شروع کی جا سکے۔

○ وفاقی وزیر داخلہ نے اعتراف کیا ہے کہ ملک میں امن و امان کی صورتحال بہتر نہیں ہے۔

○ سندھ میں ڈاکوؤں نے ۸ یرغمالی مسافروں کو ہلاک کر دیا ہے۔

○ قومی اسمبلی میں صحافیوں نے ایم کیو ایم کے اراکین کی تقریروں کے دوران ان کا بائیکاٹ کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ گذشتہ روز بائیکاٹ کا آغاز کر دیا گیا

○ ماہرین کا کہنا ہے کہ بجلی کی لوڈشیڈنگ مزید ۲۰ سال جاری رہے گی۔

غیر ملکی خبریں

○ میڈرڈ میں بدھ کے دن ۴۳ سال کے بعد پہلی دفعہ اسرائیل اور عرب نمائندوں نے ایک میز کے گرد جمع ہو کر آپس میں بات چیت شروع کر دی۔ امریکہ اور روس کی سرپرستی میں شروع ہونے والی اس کانفرنس کا آغاز صدر بش کی تقریر سے ہوا جنہوں نے کہا ہے کہ امن کا سفر بڑا طویل ہے زخم بھرنے میں وقت لگے گا۔ روس کے صدر گورباچوف نے کہا کہ مشرق وسطی چار دہائیوں سے خونریزی کی لپیٹ میں ہے اب کشیدگی کا خاتمہ ہو جانا چاہئیے۔

○ بنگلہ دیش کے شمالی علاقوں میں قحط کا خطرہ پیدا ہو گیا ہے فصل پکنے میں ابھی ایک ماہ باقی ہے جبکہ لوگوں کی بھوک مٹانے کے لئے اس وقت چاول موجود نہیں ہیں۔ اناج کی قلت کا فائدہ اٹھا کر زمینداروں نے مزدوروں کے معاوضے میں کمی کر دی ہے۔

○ میڈرڈ میں فلسطینیوں کے مشاورتی گروپ کے لیڈر حنان اشروی نے کہا ہے کہ اسرائیل کے رویے میں تبدیلی کے مثبت آثار ملے ہیں جس سے کچھ امید پیدا ہوئی ہے اس سے قبل ہم زیادہ پرامید نہیں تھے۔ انہوں نے اس بات کی بھی وضاحت کی کہ اسرائیل سے معاہدہ صرف پی ایل او ہی کر سکتی ہے۔

بقیہ صـ سے آگے

منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ (۱) زیورات طلائی ۵ تولہ مالیتی -/۱۵۵۰۰ روپے۔ (۲) حق مہر -/۳۰۰۰ روپے اس وقت مجھے مبلغ -/۲۰۰ روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامۃ۔ رشیدہ بیگم ۳۶/۱-B گلشن پارک مغل پورہ لاہور۔ گواہ شد نمبر ۱۔ عبد الخالق وصیت نمبر ۲۲۵۲۴۔ گواہ شد نمبر ۲۔ قریشی بشیر احمد ۱۴/۱-B گلشن پارک لاہور۔

خارش ہر قسم گرمی۔ گیس اور کمزوری کا خاتمہ
عزیز دواخانہ رجسٹرڈ چک چٹھہ نزد حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ
مرگی۔ مالیخولیا۔ بواسیر۔ اٹھرا اور لیکوریا کا مکمل علاج

خود مل کر تشخیص و مشورہ کے خواہشمندوں کی خاطر
حضرت حکیم نظام جان
کے فرزند
حکیم عبد الحمید اعوان
کا ماہانہ پروگرام
۵ تا ۷ تاریخ مشہور دواخانہ نزد لیٹر بکس اقصیٰ چوک ربوہ ۱۵، ۱۶ کو مشہور دواخانہ چوک قلعہ کالروالہ ۲۱ سے ۲۳ تاریخ تک مشہور دواخانہ محمود آباد نمبر ۳ کراچی ۲۵ سے ۲۷ تاریخ تک مشہور دواخانہ نزد پرانی کوتوالی حضوری باغ روڈ۔ ملتان ۱۰ تا ۱۲ تاریخ تک اسلام آباد۔
باقی دنوں میں مشہور دواخانہ نزد پنڈی بائی پاس جی ٹی روڈ میں مشورہ ہو سکتا ہے
مینجر مشہور دواخانہ رجسٹرڈ گوجرانوالہ

پتہ